جیسنڈا آرڈن کی قیادت میں کیویز کی پرواز

تحریر: سہیل احمد لون

1992ء میں کرکٹ کے عالمی کپ میں مارٹن کرو کی قیادت میں نیوزی لینڈ کی ٹیم حیرت انگیز کارکردگی دکھاتے ہوئے پاکستان کے علاوہ تمام ٹیموں کے خلاف میچز جیت کر سیمی فائنل تک رسائی حاصل کی تو اس وقت نیوزی لینڈ کے تماشائیوں کا گراونڈ میں ایک بینر بہت مشہور ہوا جس پر لکھا ہوا تھا ?Who says that Kiwis Can't fly یہ الگ بات ہے کہ کیویز کی پرواز کو پاکستان نے آخری پول میچ میں روک دیا اور سیمی فائنل میں اسے اپ سیٹ شکست دیکر عالمی کپ جیتا۔ اس کے بعد 2015ء اور 2019ء میں لگاتار دو مرتبہ فائنل تک رسائی حاصل کی مگر فائنل میں آسٹریلیا اور انگلینڈ نے کیویز کے پر کاٹ دیے۔ گزشتہ برس دسمبر میں چین کے علاقے ووہان سے اٹھنے والا کرونا وائرس کا طوفان ایسا بے لگام ہوا کہ تین ماہ میں وہ سو سے زائد ممالک میں پھیل چکا تھا۔ اس کی وحشت گردی سے امریکہ, برطانیہ اور یورپین ممالک جیسے بھی بے بس نظر آئے۔ کیویز نے کبھی کرکٹ کا عالمی کپ تو نہ جیتا مگر ان کی وزیر اعظم نے کرونا وائرس کو شکست دیکر عالمی وباء میں بہترین قیادت کا عالمی کپ ضرور اپنے نام کر لیا ہے۔ نیوزی لینڈ میں آخری مریض کو صحت یاب کر کے گھر بھیجا گیا تو وزیر اعظم Jacinda Arden سے پوچھا گیا کہ آپکا ردعمل کیا تھا تو ان کا جواب تھا "did a little dance"۔ انہوں نے دنیا میں یہ ثابت کر دیا کہ کیویز بھی پرواز کر سکتے ہیں اور اس وقت ان کی اڑان قابل رشک اور قابل تقلید بھی ہے۔ 8 جون کو نیوزی لینڈ نے ملک سے کرونا وائرس کے متعلق تمام پابندیاں ہٹانے کا اعلان کیا, ماسوائے ایئرپورٹس پر جہاں داخل ہونے والے مسافروں کا کرونا وائرس ٹیسٹ ہوتا رہے گا اور دو ہفتے قرنطینہ میں بھی رکھا جائے گا۔ 15 مارچ کو نیوزی لینڈ میں کرونا وائرس کے چھ کیس رپوٹ ہونے کے بعد ملک میں داخل ہونے والے تمام visitors کے لیے دو ہفتے قرنطینہ میں رہنا لازمی قرار دے دیا گیا۔ 25 مارچ کو ملک میں سخت ترین لاک ڈاؤن کر دیا گیا جسے ہائی الرٹ لیول فور کا نام دیا گیا۔ پانچ ہفتے بعد اسے لیول تھری میں تبدیل کر دیا گیا جس میں لاک ڈاؤن میں کچھ نرمی کی گئی جس میں takeaway food shops اور کچھ دوسری بنیادی ضرورت کی چیزوں کی دکانوں کو کھولنے کی اجازت دی گئی, مئی کے وسط میں لیول ٹو کا اعلان کی اگیا جس میں مزید کاروباری مراکز اور درس گاہیں چند حفاظتی اقدامات کے ساتھ کھولنے کا اعلان کیا گیا۔ لاک ڈاؤن کو چار لیول میں آہستہ آہستہ 8 جون تک ختم کر دیا گیا۔ اس دوران 1,154 کرونا کیسز سامنے آئے جن میں 22 افراد زندگی کی بازی ہار گئے۔ جیسنڈا آرڈن نے اس سے قبل بھی دنیا کی توجہ اپنی طرف کروائی تھی جب وہاں ایک مسجد میں دہشت گردی کا سانحہ ہوا تھا۔ اچھا قائد وہی ہوتا ہے جو مشکل حالات میں بہتر فیصلے کرے, Jacinda Arden کے فیصلے بروقت تھے اور ان پر حکومتی پالیسی کے مطابق عمل بھی کیا گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نیوزی لینڈ میں معمولات زندگی دوبارہ عام حالت میں آ گئے۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ نیوزی لینڈ کی آبادی رقبہ, شرح خواندگی, معاشی حالات اور زمینی حقائق پاکستان سے بہت مختلف ہیں مگر سب سے بنیادی فرق عوامی شعور اور

حکومتی رٹ کی ہے۔ وزیر اعظم Jacinda Arden کسی تذبذب کا شکار نہ تھیں عوام نے بھی انکی کال پر لبیک کہا کسی نے یہ نہ کہا کہ کرونا کی حقیقت کچھ نہیں یہ تو بس یہودی سازش ہے, کوئی مذہبی رہنماء اس کی مخالفت میں نظر نہ آیا, حسب اختلاف سمیت دیگر سیاسی جماعتوں نے بھی وزیر اعظم کے اقدام پر نکتہ چینی کرنے کی بجائے اس پر عمل درآمد یقینی بنانے پر توجہ دی, سوشل میڈیا پر کسی نے دانشوڑی دکھانے کوشش نہ کی اور کرونا سے بچنے کے فضول ٹوٹکے بتانے والے نیم حکیم بھی دکھائی نہ دیئے, تاجر برادری نے دکانیں کھولنے کی دھمکیاں نہ دیں اور نا ہی لاک ڈاؤن سے قبل چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ حکومت پریس کانفرنس یا ٹویٹ سے معاملات حل کرنے کی بجائے عملی طور پر دکھائی دی۔

بدقسمتی سے وطن عزیز میں کرونا کے خلاف جنگ بھی روایتی انداز میں لڑی جا رہی ہے, یہ لڑائی پریس کانفرنس اور ٹویٹس سے شروع ہو کر ٹاک شوز میں اختتام پزیر ہوتی ہے, قطع نظر اس کے سیاسی رہنماء کا کس جماعت سے تعلق ہے ان کا عمل عوام کی بھلائی نہیں ہوتا بلکہ سیاست سیاست کھیلنا ہوتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کرونا وائرس اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مشکلات ٹاک شوز اور پریس کانفرس میں سیاستدانوں کا چہرہ مبارک دکھانے سے حل ہو سکتی ہیں؟ دکھوں اور مصیبتوں میں گھری عوام انکا چہرہ ٹی وی پر دیکھنے کی بجائے ان کا عمل دیکھنا چاہتی ہے۔ تبدیلی سرکار دو برس سے وہی بین بجا کر عوام کو مست کرنا چاہ رہی ہے کہ سابقہ حکومتیں کرپشن کر کے ملکی خزانہ خالی کر گئیں اور معیشت تباہ کر گئیں, کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ اب تک انہوں نے عوام سے کونسا وعدہ وفا کیا ہے؟ سابقہ حکومتوں میں کی گئی بدعنوانیوں کا احتساب اور لوٹی ہوئی دولت واپس کیوں نہ لا سکے؟ عوام کی خدمت کا جذبہ ہو تو ایک ایمبولینس سے عبدالستار ایدھی نے دنیا کا سب سے بڑا ایمبولینس کا نیٹ ورک بنا کر دکھا دیا, رتھ فاؤ نے بھی ثابت کر دیا کہ نیت صاف ہو اور کوشش دل سے کی جائے تو نتائج اچھے ہی نکلتے ہیں۔ ووٹ لینے کے لیے تو یہ سیاست دان گھروں کے دروازے تک آ جاتے ہیں مگر انتخابات جیت کر کبھی اپنے حلقے میں عوام کا حال پوچھنے نہیں آتے؟ برطانیہ سیاستدانوں کا دوسرا گھر ہے مگر وہاں سے یہ کچھ سیکھتے کیوں نہیں, وہاں تو ہر منسٹر مہینے میں دو مرتبہ اپنے حلقے میں چند گھنٹوں کے لیے عوامی مسائل براہ راست سننے کے لیے سرجری میں میں بیٹھتا ہے۔ اس وقت وہ کاپی قلم پکڑ کر خود نوٹس تیار کرتا ہے اور مسائل کے حل کی اپ ڈیٹ عوام کو ای میل یا خط کے ذریعے دیتا ہے۔ کرونا وائرس کے دوران ہمارے سیاستدانوں کے پاس ایک نادر موقع تھا کہ اپنے حلقے میں جا کر عوام کی خدمت کرتے, اس کے لیے وہ وٹس ایپ گروپ بنا کر عوام سے براہ راست رابطے میں آ کر انکی مدد کر سکتے تھے مگر حسب روایت سیاست صرف ذاتی مفادات کی ہی ہو رہی ہے۔ شاید ان کو اس بات کا یقین ہے کہ انتخابات کے دوران بریانی کی ایک پلیٹ سے ان کی ساری نا اہلی بھلا دی جائے گی۔ جس دن عوام میں اتنا شعور بیدار ہو گیا کہ بریانی کی پلیٹ کی بجائے ووٹ برائے احتساب اور سابقہ کارکردگی کی بنیاد پر دیں تو مخصوص سیاسی خاندانوں کی تیسری نسل ہم پر مسلط نہیں رہ سکے گی۔ شعور کے لیے تعلیم بنیادی جزو ہے مگر ہمارے ہاں تعلیم بھی طبقاتی نظام نے طبقوں میں تقسیم کر دی ہے۔ عمران خان نے انتخابات سے قبل یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ ملک میں یکساں نصاب اور نظام تعلیم نافذ کریں گے مگر تا حال یہ وعدہ بھی سیاسی ثابت ہوا۔ Jacinda Arden نے دنیا کو دکھا دیا کہ کیوی پرواز بھی کر سکتے ہیں, وزیر اعظم عمران خان ٹائیگر فورس تو بنا دی اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کو ایک cornered tiger کی طرح

میدان میں پرفارمنس دینے کی تلقین بھی کریں جیسے 1992ء میں اپنی ٹیم کو پرفارم کرنے کا کہا تھا۔عوام کو بھی اس بات کا احساس ہونا چاہئے کی ہمارے وسائل بہت محدود ہیں اور کرونا وائرس کا علاج نہیں اس سے بچنے کے لیے خود ہی احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ہیں۔اگر Jacinda Arden کے کیویز پرواز کر سکتے ہیں تو اقبال کے شاہین کیوں اڑان نہیں بھر سکتے؟

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن-سرے

14-06-2020